اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
شہادتِ امام حسین رضی اللہ عنہ
یوں کہا کرتے ہیں سُنّی داستانِ اہلبیت
حضرت سید شاہ تراب الحق قادری
انجمن انوار القادریہ

شہادتِ امامِ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رجب ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد یزید نے مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عتبہ کو لکھا کہ حسین، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فوری طور پر بیعت لے لو اور جب تک وہ بیعت نہ کریں انہیں مت چھوڑو۔ (تاریخ کامل، ج۴:۱۴)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزید کی بیعت سے انکار کیا اور مکہ تشریف لے گئے۔ آپ کے نزدیک یزید مسلمانوں کی امامت و سیادت کے ہرگز لائق نہیں تھا بلکہ فاسق و فاجر، شرابی اور ظالم تھا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفیوں نے متعدد خطوط لکھے اور کئی قاصد بھیجے کہ آپ کوفے آئیں، ہمارا کوئی امام نہیں ہے ہم آپ سے بیعت کریں گے۔

خطوط اور قاصدوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سمجھا کہ مجھ پر ان کی راہنمائی کیلئے اور انہیں فاسق و فاجر کی بیعت سے بچانے کیلئے جانا ضروری ہو گیا ہے۔

حالات سے آگہی کیلئے آپ نے مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ بھیجا جن کے ہاتھ پر بیشمار لوگوں نے آپ کی بیعت کر لی لیکن جب ابن زیاد نے دھمکیاں دیں تو وہ اپنی بیعت سے پھر گئے اور مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیئے گئے۔

آپ کو ان کی شہادت اور اہلِ کوفہ کی بے وفائی کی خبر اس وقت ملی جب آپ مکہ سے کوفہ کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے تفصیلی واقعات جاننے کیلئے صدر الافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "سوانح کربلا" کا مطالعہ کیجئے۔ مختصر یہ ہے کہ حسینی قافلے میں بچے، خواتین اور مرد ملا کر، بیاسی (۸۲) نفوس تھے جو کہ جنگ کے ارادے سے بھی نہیں آئے تھے۔ ان کے مقابلے کیلئے یزیدی فوج بائیس ہزار سوار و پیادہ مسلح افراد پر مشتمل تھی۔ اس کے باوجود ظالموں نے اہل بیت اطہار پر دریائے فرات کا پانی بند کر دیا۔ تین دن کے بھوکے پیاسے امام عالی مقام اپنے اٹھارہ (۱۸) اہل بیت اور دیگر چوّن (۵۴) جانثاروں کے ہمراہ ۱۰/ محرم ۶۱ھ کو کربلا میں نہایت بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں خون سے بھری ہوئی ایک بوتل ہے۔

میں عرض گذار ہوا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان! یہ کیا ہے؟

فرمایا یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے۔ میں دن بھر اسے جمع کرتا رہا ہوں۔ میں نے وہ وقت یاد رکھا بعد میں معلوم ہوا کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی وقت شہید کئے گئے تھے۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ)

حضرت سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ زار و قطار رو رہی تھیں۔

میں نے عرض کی، آپ کیوں روتی ہیں؟ فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ سر اقدس اور داڑھی مبارک گرد آلود ہے میں عرض گزار ہوئی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو کیا ہوا؟

تو آپ نے فرمایا میں ابھی ابھی حسین کی شہادت گاہ سے آرہا ہوں۔ (ترمذی)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اقدس جسم سے جدا کرکے ابن زیاد کے سامنے پیش کیا گیا۔ ابن زیاد ایک چھڑی آپ کے مبارک ہونٹوں پر مارنے لگا۔ صحابیٔ رسول حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں موجود تھے۔ ان سے برداشت نہ ہوسکا اور وہ پکار اُٹھے: ”ان لبوں سے چھڑی ہٹالو۔ خدا کی قسم! میں نے بارہا اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان مبارک لبوں کو چومتے تھے۔“

یہ فرماکر وہ زار و قطار رونے لگے۔ ابن زیاد بولا، خدا کی قسم! اگر تو بوڑھا نہ ہوتا تو میں تجھے بھی قتل کروادیتا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری)

امامِ پاک اور یزید پلید

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یزید کا اس واقعہ سے براہِ راست کوئی تعلق نہیں تھا جو کچھ کیا وہ ابن زیاد نے کیا۔

چند تاریخی شواہد پیشِ خدمت ہیں جن سے اہلِ حق و انصاف خود فیصلہ کرسکتے ہیں کہ ان تمام واقعات سے یزید کا کس قدر تعلق ہے۔

عظیم مؤرخ علامہ طبری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں کہ یزید نے ابن زیاد کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور اسے حکم دیا کہ مسلم بن عقیل کو جہاں پاؤ قتل کردو یا شہر سے نکال دو۔ (تاریخ طبری، ج۴:۱۷۶)

پھر جب مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہانی کو شہید کردیا گیا تو ابن زیاد نے ان دونوں کے سر کاٹ کر یزید کے پاس دِمشق بھیجے۔ اس پر یزید نے ابن زیاد کو خط لکھ کر اس کا شکریہ ادا کیا۔ (تاریخ کامل، ج۶:۳۶)

یہ بھی لکھا، جو میں چاہتا تھا تُو نے وہی کیا تو نے عاقلانہ کام اور دلیرانہ حملہ کیا۔ (تاریخ کامل، ج۴:۱۷۳)

اب یہ بھی جان لیجئے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد یزید کا پہلا ردِ عمل کیا تھا؟ علامہ ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابن زیاد نے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر اقدس آپ کے قاتل کے ہاتھ یزید کے پاس بھیج دیا۔ اس نے وہ سر اقدس یزید کے سامنے رکھ دیا۔ اس وقت وہاں صحابیٔ رسول حضرت ابو برزۃ الاسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یزید ایک چھڑی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک لبوں پر مارنے لگا اور اس نے یہ شعر پڑھے۔

"انہوں نے ایسے لوگوں کی کھوپڑیوں کو پھاڑ دیا جو ہمیں عزیز تھے لیکن وہ بہت نافرمان اور ظالم تھے"۔

حضرت ابو برزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برداشت نہ ہوسکا اور انہوں نے فرمایا، اے یزید اپنی چھڑی ہٹالو۔ خدا کی قسم! میں نے بارہا دیکھا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس مبارک منہ کو چومتے تھے۔ (تاریخ طبری، ج۴:۱۸۱)

مشہور مؤرخین علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے البدایہ والنہایہ میں اور علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تاریخ کامل میں اس واقعہ کو تحریر کیا ہے۔ اس میں یہ زائد ہے کہ حضرت ابو برزۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا، بلاشبہ یہ قیامت کے دن آئیں گے تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے شفیع ہوں گے اور اے یزید! جب تو آئے گا تو تیرا سفارشی ابن زیاد ہوگا۔ پھر وہ کھڑے ہوئے اور محفل سے چلے گئے۔ (البدایہ والنہایہ، ج۸:۱۹۷)

اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت پر یزید کو کس قدر افسوس اور دُکھ ہوا تھا۔ جو سنگدل نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سر اقدس کو اپنے سامنے رکھ کر متکبرانہ شعر پڑھتا ہے اور ان مبارک لبوں پر اپنی چھڑی مارتا ہے جو محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکثر چوما کرتے تھے، کیا وہ لعنت و ملامت کا مستحق نہیں؟

اہل بیتِ نبوت سے اس کی عداوت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب اہل بیت نبوت کا یہ مصیبت زدہ قافلہ ابن زیاد نے یزید کے پاس بھیجا تو اس نے ملک شام کے امراء اور درباریوں کو جمع کیا پھر بھرے دربار میں خانوادۂ نبوت کی خواتین اس کے سامنے پیش کی گئیں اور اس کے سب درباریوں نے یزید کو اس فتح پر مبارکباد دی۔ (طبری، ج۴:۱۸۱۔ البدایہ والنہایہ، ج۸:۱۹۷)

یزید کے خبثِ باطن اور عداوتِ اہل بیت کی ایک اور شرمناک مثال ملاحظہ کیجئے۔ اس عام دربار میں ایک شامی کھڑا ہوا اور اہل بیت میں سے سیّدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اشارہ کر کے یہ کہنے لگا یہ مجھے بخش دو۔ معصوم سیّدہ یہ سن کر لرز گئی اور اس نے اپنی بڑی بہن سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دامن مضبوطی سے پکڑ لیا۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گرج کر کہا، تو جھوٹ بکتا ہے۔ یہ نہ تجھے مل سکتی ہے اور نہ اس یزید کو۔

یزید یہ سن کر طیش میں آگیا اور بولا، تم جھوٹ بولتی ہو۔ خدا کی قسم! یہ میرے قبضے میں ہے اور اگر میں اسے دینا چاہوں تو دے سکتا ہوں۔

سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے گرجدار آواز میں کہا، ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! تمہیں ایسا کرنے کا اللہ تعالیٰ نے کوئی حق نہیں دیا۔ سوائے اس کے کہ تم اعلانیہ ہماری اُمت سے نکل جاؤ اور ہمارے دین کو چھوڑ کر کوئی اور دین اختیار کر لو۔

یزید نے طیش میں آکر کہا، تو ہمارا مقابلہ کرتی ہے، تیرا باپ اور تیرے بھائی دین سے خارج ہو گئے ہیں۔

سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، اللہ کے دین اور میرے باپ، میرے بھائی اور میرے نانا کے دین سے تو نے، تیرے باپ نے اور تیرے دادا نے ہدایت پائی ہے۔

یزید نے کہا، تو نے جھوٹ بولا ہے۔

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا، تو زبردستی امیر المومنین ہے، تو ظالم ہو کر گالیاں دیتا ہے اور اپنے اقتدار سے غالب آتا ہے۔

یزید یہ سن کر چپ ہو گیا۔

اس شامی نے پھر وہی سوال کیا تو یزید نے کہا، دور ہو جا، خدا تجھے موت دے۔ (طبری، ج۴:۱۸۱۔ البدایہ والنہایہ، ج۸:۱۹۷)

بعض لوگ یزید کے افسوس وندامت کا ذکر کر کے اسے بے قصور ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کی ندامت کی حقیقت علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قلم سے پڑھئے۔

وہ رقمطراز ہیں، جب امام عالی مقام کا سر اقدس یزید کے پاس پہنچا تو یزید کے دل میں ابن زیاد کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور جو اس نے کیا تھا اس پر یزید بڑا خوش ہوا۔ لیکن جب اسے یہ خبریں ملنے لگیں کہ اس وجہ سے لوگ اس سے نفرت کرنے لگے ہیں، اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اسے گالیاں دیتے ہیں تو پھر وہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر نادم ہوا۔ (تاریخ کامل، ج ۴:۸۷)

پھر اس نے کہا، ابن زیاد تو نے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو قتل کر کے مجھے مسلمانوں کی نگاہوں میں مبغوض بنا دیا ہے، ان کے دلوں میں میری عداوت بھر دی ہے اور ہر نیک و بد شخص مجھ سے نفرت کرنے لگا ہے کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کر کے میں نے بڑا ظلم کیا ہے۔ خدا ابنِ زیاد پر لعنت کرے اور اس پر غضب نازل کرے، اس نے مجھے برباد کر دیا۔ (ایضاً)

یزید کی ندامت و پشیمانی کی وجہ آپ نے پڑھ لی ہے۔ اس ندامت کا عدل و انصاف سے ذرا سا بھی تعلق نہیں ورنہ ایک عام مسلمان بھی قتل کر دیا جائے تو قاتل سے قصاص لینا حاکم پر فرض ہوتا ہے۔ یہاں تو خاندانِ نبوت کے قتلِ عام کا معاملہ تھا۔ ابن زیاد، ابن سعد، شمر ملعون وغیرہ سے قصاص لینا تو درکنار کسی کو اس کے عہدے سے برطرف تک نہ کیا گیا اور نہ ہی کوئی تادیبی کاروائی ہوئی۔

یزید فاسق و فاجر تھا

بعض جہلاء کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر لازم تھا کہ وہ یزید کی اطاعت کرتے۔ اس خیالِ بد کے ردّ میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:۔

یزید امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہوتے ہوئے امیر کیسے ہو سکتا تھا اور مسلمانوں پر اس کی اطاعت کیسے لازم ہو سکتی تھی جبکہ اُس وقت کے صحابہ کرام علیہم الرضوان اور صحابہ کرام کی جو اولاد موجود تھی، سب اس کی اطاعت سے بیزاری کا اعلان کر چکے تھے۔

مدینہ منورہ سے چند لوگ اس کے پاس شام میں زبردستی پہنچائے گئے تھے۔ وہ یزید کے ناپسندیدہ اعمال دیکھ کر واپس مدینہ چلے گئے اور عارضی بیعت کو فسخ کر دیا۔ ان لوگوں نے برملا کہا کہ یزید خدا کا دشمن ہے، شراب نوش ہے، تارک الصلوٰۃ ہے، زانی ہے، فاسق ہے اور محارم سے صحبت کرنے سے بھی باز نہیں آتا۔ (تکمیل الایمان:۱۷۸)

یزید کے فسق و فجور کے متعلق اکابر صحابہ و تابعین کے اقوال تاریخ طبری، تاریخ کامل اور تاریخ الخلفاء میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ اختصار کے پیشِ نظر حضرت عبد اللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد پیشِ خدمت ہے۔ آپ فرماتے ہیں، خدا کی قسم! ہم یزید کے خلاف اُس وقت اُٹھ کھڑے ہوئے جب ہمیں یہ خوف لاحق ہو گیا کہ (اس کی بدکاریوں کی وجہ سے) ہم پر کہیں آسمان سے پتھر نہ برس پڑیں کیونکہ یہ شخص ماؤں، بیٹیوں اور بہنوں کے ساتھ نکاح کو جائز قرار دیتا تھا، شراب پیتا تھا اور نماز چھوڑتا تھا۔ (طبقات ابن سعد، ج۵:۶۶۔ ابن اثیر، ج۴:۴۱۔ تاریخ الخلفاء:۲۰۶)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یزیدی لشکر کے سامنے جو خطبہ دیا اس میں بھی یزید کے خلاف نکلنے کی یہی وجہ ارشاد فرمائی:۔

"خبردار! بیشک ان لوگوں نے شیطان کی اطاعت اختیار کرلی ہے اور رحمان کی اطاعت کو چھوڑ دیا ہے اور فتنہ و فساد برپا کر دیا ہے اور حدودِ شرعی کو معطل کر دیا ہے۔ یہ محاصل کو اپنے لئے خرچ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ باتوں کو حلال اور حلال کردہ کو حرام قرار دیتے ہیں۔" (تاریخ ابن اثیر، ج۴:۲۰)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، ہمارے نزدیک یزید مبغوض ترین انسان تھا۔ اس بد بخت نے جو کارہائے بد سرانجام دیئے وہ اس اُمت میں سے کسی نے نہیں کئے۔ شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اہانتِ اہل بیت سے فارغ ہو کر اس بد بخت نے مدینہ منورہ پر لشکر کشی کی اور اس مقدس شہر کی بے حرمتی کے بعد اہلِ مدینہ کے خون سے ہاتھ رنگے اور باقی ماندہ صحابہ و تابعین کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

مدینہ منورہ کی تخریب کے بعد اس نے مکہ معظمہ کی تباہی کا حکم دیا اور حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا ذمہ دار ٹھہرا۔ اور انہی حالات میں وہ دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (تکمیل الایمان:۱۷۹)

اعلیٰ حضرت مجددِ دین و ملت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقمطراز ہیں، یزید پلید قطعاً یقیناً باجماعِ اہلسنت، فاسق وفاجر وجری علی الکبائر تھا۔

پھر اس کے کرتوت و مظالم لکھ کر فرماتے ہیں:۔

ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے، قرآن کریم میں صراحۃً اس پر لَعَنَھُمُ اللّٰہ فرمایا۔ (عرفانِ شریعت)

یزید پلید فاسق فاجر مرتکب کبائر تھا۔ معاذ اللہ اس سے اور ریحانہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت۔

آج کل جو بعض گمراہ کہتے ہیں کہ ہمیں ان کے معاملے میں کیا دخل ہے ہمارے وہ بھی شہزادے وہ بھی شہزادے۔ ایسا بکنے والا مردود، خارجی، ناصبی، مستحقِ جہنم ہے۔ (بہارِ شریعت، حصہ اوّل:۷۸)

کیا یزید مستحقِ لعنت ہے؟

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے بیٹے صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی، ایک قوم ہماری طرف یہ منسوب کرتی ہے کہ ہم یزید کے دوست اور حمایتی ہیں۔ فرمایا، اے بیٹا! جو شخص اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ یزید کی دوستی کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے۔ بلکہ میں اس پر کیوں نہ لعنت بھیجوں جس پر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں لعنت بھیجی ہے۔

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَ اَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ (سورۂ محمد:۲۲،۲۳)

کنزالایمان: تو کیا تمہارے یہ لچھن (کرتوت) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔ یہ ہیں وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور اُنہیں حق (سننے) سے بہرا کر دیا اور اُن کی آنکھیں پھوڑ دیں (یعنی انہیں حق دیکھنے سے اندھا کر دیا)۔

پھر فرمایا:

فهل يكون فساد اعظم من هذا القتل

بتاؤ کیا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل سے بھی بڑا کوئی فساد ہے؟

(الصواعق المحرقۃ:۲۲۳)

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، حق یہ ہے کہ یزید کا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل پر راضی اور خوش ہونا، اور اہلِ بیت نبوت کی اہانت کرنا ان اُمور میں سے ہے جو تواترِ معنوی کے ساتھ ثابت ہیں اگرچہ ان کی تفاصیل احاد ہیں۔ تو اب ہم توقف نہیں کرتے اس کی شان میں بلکہ اس کے ایمان میں۔ اللہ تعالیٰ اس (یزید) پر، اس کے دوستوں پر اور اس کے مددگاروں پر لعنت بھیجے۔ (شرح عقائد نسفی:۱۰۲)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شہادتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کرکے فرماتے ہیں، ابنِ زیاد، یزید اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل، تینوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (تاریخ الخلفاء:۳۰۴)

مشہور مفسر علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رقمطراز ہیں، میرے نزدیک یزید جیسے معین شخص پر لعنت کرنا قطعاً جائز ہے اور اس جیسے فاسق کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ظاہر یہی ہے کہ اس نے توبہ نہیں کی اور اس کی توبہ کا احتمال اس کے ایمان سے بھی زیادہ کمزور ہے۔ یزید کے ساتھ ابن زیاد، ابن سعد اور اس کی جماعت کو بھی شامل کیا جائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو ان سب پر، ان کے ساتھیوں اور مددگاروں پر اور ان کے گروہ پر اور جو ان کی طرف مائل ہو قیامت تک اور اس وقت تک کہ کوئی بھی آنکھ ابو عبداللہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر آنسو بہائے۔ (روح المعانی)

پس ثابت ہوگیا کہ یزید پلید لعنت کا مستحق ہے۔ البتہ ہمارے نزدیک اس ملعون پر لعنت بھیجنے میں وقت ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ذکرِ الٰہی میں اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پر درود و سلام پڑھنے میں مشغول رہا جائے۔

مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ پر حملہ

جب ۶۳ھ میں یزید کو یہ خبر ملی کہ اہل مدینہ نے اس کی بیعت توڑ دی ہے تو اس نے ایک عظیم لشکر مدینہ منورہ پر حملہ کیلئے روانہ کیا۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس لشکر کے سالار اور اس کے سیاہ کارناموں کے متعلق لکھتے ہیں:۔

مسلم بن عقبہ جسے اسلاف مسرف بن عقبہ کہتے ہیں، خدا اس کو ذلیل و رسوا کرے، وہ بڑا جاہل اور اجڈ بوڑھا تھا۔ اس نے یزید کے حکم کے مطابق مدینہ طیبہ کو تین دن کیلئے مباح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ یزید کو کبھی جزائے خیر نہ دے، اس لشکر نے بہت سے بزرگوں اور قاریوں کو قتل کیا اور اموال لوٹ لئے۔ (البدایہ، ج۸:۲۲۰)

مدینہ طیبہ کو مباح کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہاں جس کو چاہو قتل کرو، جو مال چاہو لوٹ لو اور جس کی چاہو آبروریزی کرو (العیاذ باللہ) یزیدی لشکر کے کرتوت پڑھ کر ہر مومن خوفِ خدا سے کانپ جاتا ہے اور سکتہ میں آجاتا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حرام کی ہوئی چیزوں کو اس شخص نے حلال کر دیا جسے آج لوگ امیر المومنین بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں، یزیدی لشکر نے عورتوں کی عصمتیں پامال کیں اور کہتے ہیں کہ ان ایام میں ایک ہزار کنواری عورتیں حاملہ ہوئیں۔ (البدایہ، ج۸:۲۲۱)

تاریخ میں اس واقعہ کو واقعۂ حرّہ کہا جاتا ہے۔

اعلیٰ حضرت محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، شک نہیں کہ یزید نے والیٔ ملک ہو کر زمین میں فساد پھیلایا، حرمین طیبین و خود کعبۂ معظمہ و روضۂ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں، مسجد کریم میں گھوڑے باندھے، ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے، تین دن مسجدِ نبوی بے اذان و نماز رہی، مکہ و مدینہ و حجاز میں ہزاروں صحابہ و تابعین بے گناہ شہید کئے گئے۔

کعبۂ معظمہ پر پتھر پھینکے، غلاف شریف پھاڑا اور جلایا، مدینہ طیبہ کی پاک دامن پارسائیں تین شبانہ روز اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیں۔ (عرفانِ شریعت)

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، ایامِ حرہ میں مسجدِ نبوی میں تین دن تک اذان و اقامت نہ ہوئی۔ جب بھی نماز کا وقت آتا تو میں قبر انور سے اذان اور اقامت کی آواز سنتا تھا۔ (دارمی، مشکوۃ، وفاء الوفاء)

بقول علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔۔۔ جب مدینہ پر لشکر کشائی ہوئی تو وہاں کا کوئی شخص ایسا نہ تھا جو اس لشکر سے پناہ میں رہا ہو۔ یزیدی لشکر کے ہاتھوں ہزاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان شہید ہوئے، مدینہ منورہ کو خوب لوٹا گیا، ہزاروں کنواری لڑکیوں کی آبروریزی کی گئی۔

مدینہ منورہ تباہ کرنے کے بعد یزید نے اپنا لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کرنے کیلئے مکہ مکرمہ بھیج دیا۔

اس لشکر نے مکہ پہنچ کر ان کا محاصرہ کرلیا اور ان پر منجنیق سے پتھر برسائے۔

ان پتھروں کی چنگاریوں سے کعبہ شریف کا پردہ جل گیا، کعبہ کی چھت اور اس ذنبہ کا سینگ جو حضرت اسماعیل کے فدیہ میں جنت سے بھیجا گیا تھا اور وہ کعبہ کی چھت میں آویزاں تھا، سب کچھ جل گیا۔

یہ واقعہ ۶۴ھ میں ہوا اور اس کے اگلے ماہ یزید مر گیا۔

جب یہ خبر مکہ پہنچی تو یزیدی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور لوگوں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۳۰)

اب اہلِ مدینہ پر مظالم ڈھانے والوں کے انجام کے متعلق تین احادیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:۔

(۱) نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مدینے والوں کے ساتھ جو بھی مکر کرے گا وہ یوں پگھل جائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو اہلِ مدینہ کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اس طرح پگھلائے گا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، جو اہلِ مدینہ کو ظلم سے خوفزدہ کرے گا، اللہ اس کو خوف زدہ کرے گا، اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، قیامت کے دن نہ اس کے فرض قبول ہوں گے نہ نفل۔ (جذب القلوب، وفاء الوفاء)